تصاویرِ قرآنی

دعوت دین کی تصویریں

سیّد قطب شہیدؒ

واقعہ یہ ہے کہ قرآن نے جن اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھا ہے ان میں سے ایک مقصد ایسا بھی ہے جو بظاہر تصویری اسلوب سے بعید نظر آتا ہے۔ یہ مقصد استدلال' بحث' مکالے اور دعوت دین کا مقصد ہے۔ زیادہ مناسب بات یہ تھی کہ اس مقصد کو ادا کرتے ہوئے تصویری اسلوب کے بجائے فکر و استدلال کا اسلوب اختیار کیا جاتا' مگر قرآن نے اس مقصد کے لیے بھی تصویری اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تصویری اسلوب کو قرآن نے دیگر اسالیب کے مقابلے میں ترجیح دی ہے۔ چنانچہ اب ہم جدول تصویری کی چند مثالیں بیان کریں گے تاکہ ہماری بات واضح ہو جائے۔

۱۔ پہلی تصویر یوں ہے: فطری مناظر میں سے ایک خاموش اور دائمی منظر سامنے ہے۔ قرآن نگاہ کو اس کی جانب کھینچتا ہے: دیکھو' یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کیسی زبردست دلیل ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ (الملک ۶۷: ۳-۴)

جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے۔ تم رحمٰن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو' کہیں تمھیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ۔ تمھاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

یہ انتہائی خوبصورتی کے ساتھ ترتیب دیا ہوا منظر ایسا ہے کہ نگاہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے' تاکہ آنکھ جو کچھ دیکھے نفس و حواس کی طرف منتقل کر دے' اور دل اس سے وہ تاثر لے لے جو مطلوب ہے: وہ اللہ کی قدرت پر ایمان لے آئے جس نے سات آسمان پیدا کیے۔ یہ منظر ہر وقت سامنے ہے' لیکن جب تم ان آیات کو پڑھتے ہو تو تمھیں ایسا لگتا ہے کہ گویا تم نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ یہی قرآن کے طریقے کا اعجاز

ہے' جب بھی وہ کسی فطری منظر کی طرف توجہ مبذول کرتا ہے بلکہ زندگی کے تمام مناظر میں بھی ہر پہلو سے اس کا یہی اسلوب ہے۔

۲۔ یہ تصویر بھی ایک خاموش فطری منظر کی تصویر ہے' لیکن یہ زمین پر ہے آسمان میں نہیں۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۚ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۚ (الرعد ۱۳: ۴)

اور دیکھو' زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ انگور کے باغ ہیں' کھیتیاں ہیں' کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دہرے۔ سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے' مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کم تر۔

یہ بھی ایک پرانا منظر ہے۔ یہ بار بار نگاہوں کے سامنے آتا ہے' مگر آنکھیں اور دل غفلت کے عالم میں اس پر سے گزر جاتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ لگتا ہے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ جب آنکھ اچھی طرح دیکھ لیتی ہے' تو یہ نفس کو خاص وجدانی تاثرات سے بھر دیتا ہے۔ یہ مختلف باغ اور کھیت ہیں' ہر ایک میں الگ الگ پھل پھول اور پودے ہیں۔ یہی نہیں' بلکہ ایک ہی درخت اور پھل پھول طرح طرح کی شکلوں میں سامنے ہے' کہیں جوڑی جوڑی' کہیں تنہا تنہا۔ سب جڑوں میں ایک ہی پانی جا رہا ہے' لیکن ہر پھل کا مزہ الگ ہے۔ جس منظر کو بھی دیکھا جائے' اس کی بنیاد پورے منظر میں ہے: ایک فطری منظر کا مشاہدہ' جس کی طرف نظریں اٹھ جاتی ہیں' تاکہ آنکھوں کے بعد بصیرت بھی اس کو واضح اور صاف دیکھ لے۔

۳۔ یہ فطری مناظر میں سے وہ منظر ہے جو فضا میں حرکت کر رہا ہے۔ اس سین کے بعد ایک سین آتا ہے' ہر سین اپنی جگہ ایک منظر ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۔ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (الروم ۳۰: ۴۸ - ۵۰)

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں' پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انھیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے' پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل میں سے ٹپکے چلے آتے ہیں۔ یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے تو یکایک وہ خوش و خرم ہو جاتے ہیں حالانکہ اس کے نزول سے پہلے وہ مایوس ہو رہے تھے۔ دیکھو اللہ کی رحمت

کے اثرات کہ مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح جلا اٹھاتا ہے' یقیناً وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس سین میں کئی مناظر ہیں: ہوائیں چلتی ہیں' بادلوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر اوپر لے جاتی ہیں' بادل فضا میں پھیل جاتے ہیں' ایک تہہ کے اوپر دوسری تہہ بن جاتی ہے' بادلوں کے اندر سے پانی نکلتا ہے' پانی برستا ہے' مایوس لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے' زمین جو مردہ تھی' جی اٹھتی ہے۔ یہ مناظر جب یکے بعد دیگرے نگاہ و خیال کے سامنے رونما ہوتے ہیں' تو نفس انسانی کے اندر اتر جاتے ہیں اور وہ اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ:

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (الروم ۳۰: ۵۰)

یقیناً وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پس یہ تصویر آتی ہے' اور نہایت مناسب موقع پر آتی ہے۔

۴۔ اگر تیسرا منظر فضا میں تھا' تو یہ چوتھا منظر زمین پر ہے اور اس سے یکسر مختلف ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ (الزمر ۳۹: ۲۱)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا' پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا' پھر اس پانی کے ذریعے سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں' پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں' پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں' پھر آخر کار اللہ ان کو بھس بنا دیتا ہے۔ درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لیے۔

یہ زمین کے مناظر میں سے ایک منظر ہے۔ اس میں بھی متعدد سین پائے جاتے ہیں۔ اس منظر کو آہستہ آہستہ اور تفصیل کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ ہر سین کو باقی رکھا جاتا ہے تاکہ آنکھ کو دیکھنے کے لیے کافی اور مناسب مدت ملے' اور نفس کو غور کرنے اور متاثر ہونے کے لیے کافی اور مناسب مہلت۔

دیکھیے: یہ آسمان سے پانی اتارا جا رہا ہے' اب یہ چشموں اور ندی نالوں میں بہہ رہا ہے' اب اس سے رنگا رنگ کی کھیتیاں پیدا ہو رہی ہیں' اب کھیتی لہلہانے لگتی ہے' اب وہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے' اب خشک ہو کر چورا چورا ہو جاتی ہے' اس آیت میں "ثم" کا لفظ جہاں اور جس موقع پر آیا ہے' وہ آنکھ اور نفس انسانی دونوں کو "مہلت" سے ہمکنار کرتا چلا جاتا ہے تاکہ ایک سین کو لپیٹ دینے اور دوسرے سین کے نمودار ہونے سے پہلے آنکھ اور نفس دونوں پہلے سین کو اچھی طرح جانچ پرکھ لیں۔ کسی منظر کو ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے جس نظم و ترتیب کی ضرورت ہے' اس کا تعلق اسی فن کے ساتھ ہے۔

۵- فضا میں کچھ اور زندہ مناظر بھی موجود ہیں۔ یہ پرندے ہیں، اپنے پر پھیلائے، پاؤں بچھائے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ جب اترنے لگتے ہیں تو پروں کو سکیڑ لیتے ہیں:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ۔ (الملک ۶۷: ۱۹)

کیا یہ لوگ اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو پر پھیلائے اور سکیڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمٰن کے سوا کوئی نہیں جو انھیں تھامے ہوئے ہو؟ وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔

یہاں ایک تصویر میں دو منظر پیش کیے گئے ہیں۔ ایک، پرندوں کا پروں کو پھیلائے اور پاؤں بچھائے ہوئے اڑنے کا منظر۔ دوسرا، اسی طرح اترتے وقت پروں کو سمیٹ لینے کا منظر۔ یہ زندگی اور حرکت سے بھرپور تصویر ہے۔ لوگ اس کو ہمیشہ دیکھتے ہیں مگر پھر بھی غافل رہ جاتے ہیں۔ قرآن لوگوں کی نگاہیں اس جانب منعطف کراتا ہے کہ وہ اس منظر کو چشم بصیرت سے دیکھیں، شعور اور حس اس سے متاثر ہوں، وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت تک پہنچ جائیں۔

۶- زمین میں بار بار نظر آنے والا ایک منظر اور بھی ہے، جس کی لوگ پرواہ نہیں کرتے اور آنکھیں بند کیے اس کے پاس سے گزر جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر اس کی مخفی حرکت کے ساتھ چلا جاتا اور اس پر غور کیا جاتا، تو خیال و نگاہ کے ذریعے انسان کے نفس پر یہ تصویر چھا جاتی اور اس کے وجدان پر بڑا خوشگوار اثر پڑتا۔ اس سے غور و فکر کے نت نئے رنگ اس کے سامنے آتے۔ یہ مجسم اشیا کے "سائے" کا منظر ہے، جو بظاہر ساکن نظر آتا ہے مگر درحقیقت وہ بڑے لطیف انداز سے آہستہ آہستہ محو حرکت رہتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۔ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۔ (الفرقان ۲۵: ۴۵-۴۶)

تم نے دیکھا نہیں کہ تمھارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے؟ اگر وہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ بنا دیتا۔ ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا، پھر (جیسے جیسے سورج اٹھتا جاتا ہے) ہم اس سائے کو رفتہ رفتہ اپنی طرف سمیٹتے چلے جاتے ہیں۔

اس منظر میں ایک فطری حسن ہے، جو قوت متخیلہ کو از خود جولانی پر آمادہ کر دیتا ہے اور قلوب و اذہان اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

دنیا میں کتنے ہی مشاہد و مناظر ایسے ہیں جو ہر لحہ رونما ہوتے رہتے ہیں۔ طبیعت ان سے مانوس ہوتی ہے۔ مگر جب ان کو بنظر غائر دیکھا جاتا ہے تو بالکل جدید نظر آتے ہیں۔ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب کسی منظر کو چشم بصیرت اور زندہ و بیدار نگاہ و دل کے ساتھ دیکھا جائے۔

۷- دنیا میں اور بہت سے مناظر کو دیکھا جاتا ہے۔ مگر انسانی احساسات پر جو مناظر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں وہ مٹے ہوئے دیار و بلاد کے آثار و کھنڈرات اور فنا شدہ زندگی اور گزرتے ہوئے لوگوں کی وہ تصویریں ہیں جو خیال کے ذریعے مجسم ہو جاتی ہیں لہ ان کو ظاہر میں دیکھتی ہے، اور انسانی ضمیر باطن میں۔ قرآن انسان کی نگاہ کو ان کھنڈرات کی جانب منعطف کراتا ہے، پھر اس کے خیال کو وہ فنا شدہ زندگی اور نیست و نابود ہونے والے لوگوں کی طرف موڑ دیتا ہے:

اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (الروم ۳۰:۹)

اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انھیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، انھوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انھوں نے نہیں کیا ہے۔ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے۔ پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا، مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

حرفِ آخر

ان تمام مثالوں سے یہ بات عیاں ہے کہ قرآن نے اپنے انداز و اسلوب میں مدعا بیان کرنے کے لیے منظر نگاری اور تصویر کشی کے اسلوب کو اپنایا ہے۔ تصویر کشی قرآنی تعبیر و بیان کے لیے اصل و اساس کا حکم رکھتی ہے۔ یہ اسلوب تمام غایات و مقاصد کا جامع ہے۔ یہ قرآن کی ایسی لازمی خصوصیت ہے جس کو قرآن پر تدبر کرنے والا اس کے ایک ایک جز میں موجود پائے گا۔

سید قطب، التصویر الفنی فی القرآن، ترجمہ و تدوین: خرم مراد، (ماخوذ از غلام احمد حریری: قرآن کے فنی محاسن)۔